بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
*Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat*
2
**دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت**
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

تمام شکایت کرنے والوں پر واضح ہونا چاہئے، جو نام نہیں لکھتے، کہ ان کا یہ فعل، کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں، قرآنی حکم کے خلاف ہے

کسی کی شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہوگا

خلیفہ وقت کی طرف سے جو مقرر کئے گئے ہیں فیصلہ کرنے پہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ
وہ انصاف کے ہر پہلو کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اور سنت کے مطابق فیصلے کرنے والے بنیں

**خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مورخہ 2 دسمبر 2016 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن**

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلافِ شریعت حرکت کی۔ پس فوری طور پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ یہ لوگ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے اور جب کچھ عرصہ گذر جائے تو پھر شکایت آتی ہے کہ میں نے لکھا تھا ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اگر کارروائی نہ ہوئی تو بڑا ظلم ہو جائے گا۔ یہ بے نام شکایت کرنے کی بیماری جو ہے یہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں میں زیادہ ہے۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے ہر دور میں ایسے لوگ پائے جاتے رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت ثالثہ میں بھی خلافت رابعہ میں بھی یہ شکایت کرنے والے موجود تھے جو بے نامی شکایتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی شکایت پر ایک دفعہ ایک خطبہ دیا تھا کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا منہ بند کروانے کے لئے بڑا جامع اور واضح خطبہ ہے اس لئے اس خطبہ سے میں نے استفادہ کرتے ہوئے آج کچھ کہنے کا سوچا ہے۔

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ منافقت ہوتی ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں جرأت اور سچائی ہو تو کسی بھی چیز کی پرواہ کرنے والے نہ ہوں۔ عہد تو یہ کرتے ہیں کہ ہم جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے اور یہاں جب معاملہ ان کے خیال میں جماعت کے عزت و وقار کا آتا ہے تو اپنا نام چھپانے لگ جاتے ہیں تا کہ کہیں ان کے وقار اور ان کی عزت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ پس جس نے ابتداء میں ہی کمزوری دکھا دی اس کی باقی باتیں بھی غلط ہونے کا بڑا واضح امکان ہے۔

قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس اگر کوئی خبر پہنچے تو تحقیق کر لیا کرو۔ اور یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ پہنچانے والے کی بات سن کر فوراً اس بات کے متعلق تحقیق نہیں شروع ہو سکتی نہ ہوتی ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ بات پہنچانے والا خود کیسا ہے اسی سے تحقیق کی ابتداء ہوتی ہے بات پہنچانے والے کے بارے میں پہلے تحقیق ہوگی کہ کیا وہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہے۔ خود تو وہ کسی برائی میں ملوث نہیں؟ ایمان میں کمزور تو نہیں ہے؟ یہ نہ ہو کہ خود تو ایمان میں کمزور ہو اور دوسروں پر الزام لگا رہا ہو کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے وہ مؤمن ہے یا فاسق ہے؟ جب شکایت کرنے والے کا علم ہی نہیں تو یہ بھی پتا نہیں چل سکتا کہ وہ کس زمرے میں آتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی لکھنے والا ایسی بات لکھتا ہے جو جماعت کے مفادات کو نقصان پہنچانے والی ہے تو پھر اپنے طور پر تحقیق کر لی جاتی ہے۔
حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ قرآنی تعلیم یہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا۔

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شکایت لے کر آتا ہے اور کسی کے بارے میں کوئی بری بات کہتا ہے تو اس کی تحقیق کرو۔ پھر اس کے بعد کوئی کارروائی کرو لیکن شکایت کرنے والے ایک تو اپنا نام نہ لکھ کر خود مجرم بنتے ہیں پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی بات اسی طرح قبول بھی کی جائے جس طرح انہوں نے لکھی ہے اور جس کے خلاف شکایت ہے فوراً اس کے لئے سزا کا حکم نافذ کر دیا جائے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ فاسق کے معنی صرف بدکار کے ہی نہیں ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عربی میں بدکار کو بھی فاسق کہتے ہیں لیکن لغت کے لحاظ سے فاسق اسے بھی کہتے ہیں جو تیز طبیعت کا ہو بات بات پر لڑ پڑتا ہو۔ فسق کے معنی ادنیٰ اطاعت کے بھی ہیں۔ اطاعت سے باہر نکلنے والا بھی فاسق ہے۔ فاسق کے معنی تعاون نہ کرنے والے کے بھی ہیں۔ فاسق کے معنی اس شخص کے بھی ہیں جو لوگوں کے چھوٹے چھوٹے قصوروں کو لے کر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اس کو انتہائی سزا ملنی چاہئے۔ کوئی معافی کا امکان نہیں ہے۔ تیز مزاج کو بھی فاسق کہتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک احمدی دوست کے بارے میں بیان فرماتے ہیں، پرانے مخلص احمدی تھے۔ جہاں تک ان کے اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن ان کو چھوٹی سی بات پر انتہائی فتویٰ لگانے کی عادت تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں یہ مرض تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر کفر سے ورے نہیں ٹھہرتے تھے کوئی بات پکڑی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ بہرحال حضرت مصلح موعود نے ایسے جلد بازوں کی چاہے وہ مخلص بھی ہوں یہ مثال دی ہے۔ جو نام بھی چھپاتا ہو اور خود ایمان میں بھی کمزور ہو اور دوسروں پر فتوے بھی لگاتا ہے وہ تو ان تمام معنی کے لحاظ سے جو فاسق کے بیان کئے گئے ہیں فاسق ہی ٹھہرتا ہے۔

پس ان تمام شکایت کرنے والوں پر واضح ہونا چاہئے، جو نام نہیں لکھتے، کہ ان کا یہ فعل، کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں، قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو۔ اگر صرف شکایت کرنے والے کی بات پر ہی بغیر تحقیق کے عمل ہونے لگ جائے جس کا وہ مطالبہ کرتا ہے تو جماعت بجائے ترقی کے انحطاط کی طرف جانا شروع ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت کی بھی اور نظام جماعت کی بھی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہوگی جو کوئی کہے گا اس کے مطابق عمل ہونا شروع ہو جائے گا اور یہ چیز پھر ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتی۔ ہر کوئی اٹھے گا اور یہی کہے گا کہ میری خواہشات کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم جانتے بھی ہوں کہ شکایت کرنے والا شخص بڑا محتاط ہے راستباز بھی ہے مخلص بھی ہے اگر وہ کسی کی شکایت کرتا ہے تو تب بھی سب کچھ جاننے کے باوجود بھی لازماً اس کی تحقیق کرنی پڑے گی اور تحقیق ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے نماز کے دوران کوئی غلطی ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتدیوں میں شامل تھے انہوں نے لقمہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ آپ نے انہیں کہا کہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ لقمہ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذمہ اور بڑے کام ہیں ان چھوٹے چھوٹے کاموں کو اَوروں کے لئے رہنے دو اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان قاریوں کا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سیکھتے تھے تم یہ کام ان کے لئے رہنے دو۔ حضرت مصلح موعود اپنے پاس اس بے نام شکایت کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے شکایت کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہو تو میں اسے کہوں کہ تم ان باتوں کو کسی اور کے لئے رہنے دو اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ رہو۔ پس لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا اس لئے اس کے درجے اور حیثیت کا علم نہیں ہو سکتا اس کو سمجھا یا نہیں جا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ ایک طرف تو وہ لوگوں کی شکایت کر رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کرتے ہیں اور دوسری طرف خود اس کے خلاف جاتا ہے کہ اس نے شکایت کی اور شکایت اور اس کے ثبوت کی جو شرائط رکھی ہیں وہ خود ان کو توڑ رہا ہے اور اکثر لوگ یہی کرتے ہیں۔ مجھے بھی جب لکھتے ہیں تو ان شرائط کو ہی توڑ رہے ہوتے ہیں۔ اصل چیز تو قرآن کریم کے احکامات پر اور سنت پر عمل کرنا ہی ہے اور قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کھل کے جب بات کی جائے تو اس کے ثبوت بھی مہیا کئے جائیں تحقیق بھی کی جائے جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہوگی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا ہی نیکی ہے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح

ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ اس بات کی وضاحت میں حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام المؤمنین کو ساتھ لے کر سٹیشن پر پھر رہے تھے۔ ان دنوں پردے کا مفہوم بہت سخت لیا جاتا تھا بڑا سخت پردہ ہوتا تھا اس زمانے میں۔ سٹیشن پر ڈولیوں میں عورتیں آتی تھیں دائیں بائیں اس کی چادریں گری ہوتی تھیں اور جب ڈبے میں بیٹھ جاتی تھیں تو پھر کھڑکیاں بند کر دی جاتی تھیں تا کہ کسی کی عورت پے نظر نہ پڑے۔ آپ فرماتے ہیں یہ پردہ تکلیف دینے والا تھا اور اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت ام المؤمنین برقع پہن لیتی تھیں اور سیر کے لئے باہر چلی جاتی تھیں۔ اس دن بھی حضرت ام المؤمنین نے برقع پہنا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت میں تیزی تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ خود تو کہنے کی جرأت نہیں تھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس گئے اور کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا غضب ہو گیا کل اخباروں میں شور پڑ جائے گا کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پھر رہے تھے آپ جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے کہا اس میں کیا برائی ہے مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کو برائی لگ رہی ہے تو خود ہی جا کر کہہ دیں۔ تو بہرحال مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود کے پاس گئے۔ آپ ٹہلتے ہوئے بڑی دور چلے گئے تھے اور واپس جب آئے تو گردن جھکی ہوئی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ پوچھوں کیا جواب ملا۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں نے حضور سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں لوگ کیا کہیں گے۔ تو آپ نے فرمایا آخر وہ کیا کہیں گے۔ یہی کہیں گے نہ کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کے ساتھ یوں پھر رہے تھے۔ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اس کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔

پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک وہ شخص اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا لیکن آپؓ شکایت کرنے والے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ فلاں چھوٹے درجہ کا ہے، فلاں کمینہ ہے اور اس کو آپ نے فلاں عہدہ دیا ہوا ہے اور بعض الزامات ایسے لگائے جس کے متعلق شریعت نے گواہ طلب کئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو شکایت کرنے والے کی حیثیت کیا ہوئی۔ پہلے تو اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا پھر جو ثبوت ضروری ہیں وہ پیش نہیں کئے۔ شریعت کے قواعد سے نہ تو میں آزاد ہوں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آزاد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریعت کے قواعد پر چلنے کے لئے مجبور تھے پس اس شخص نے بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں جن پر شریعت حد لگاتی ہے اور شریعت نے ان کے لئے گواہی کا جو طریق مقرر کیا ہے اس طریق پر چلنا ضروری ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں نے قرآن کریم کا فلاں حکم توڑا ہے اسے سزا دو لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔

اعتراض کرنے والے غلط یا صحیح اعتراض کرتے ہیں لیکن اعتراض کا طریقہ مجرمانہ ہوتا ہے اور اس طرح اس کو سزا دلاتے دلاتے خود سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں اور پھر شور مچاتے ہیں کہ مجرم کو کوئی پکڑتا نہیں جو توجہ دلاتا ہے اسے سزا دے دیتے ہیں حالانکہ سزا دینے والے کیا کریں وہ بھی تو شریعت کے غلام ہیں۔ اگر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دوسروں پر تو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہو اور تم پر خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ ہو تو یہ درست بات نہیں ہے۔ تو میں شکایت کرنے والوں سے کہتا کہوں کہ "ایاز قدرِ خود بشناس" کہ ایاز تم اپنی قدر اور اپنی حیثیت کو پہلے یاد رکھو اور پہچانو۔ نام چھپانے والے اپنا نام چھپا کر دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ الزام لگانے والے خود اصل میں بے حیثیت لوگ ہوتے ہیں۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمارا رب بھی ہے اور ہر ایک کا رب ہے وہ رزق بھی دیتا ہے اور پالتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ہم سب کچھ لے رہے ہیں تو پھر بات اللہ تعالیٰ کی مانی جائے گی نہ کہ ان الزام لگانے والوں کی۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ لوگ شکایتیں کرنے والے چاہتے ہیں کہ دوسروں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے اور خود اپنے آپ کو شریعت کے حکموں سے باہر نکال دیتے ہیں بری کر دیتے ہیں اپنے۔ خود ہی منصف بن جاتے ہیں اپنے۔ تو ایسے لوگوں کو جب بات سامنے آئے گی

کھلے گی تو پھران کو بھی شریعت کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور بہر حال اسے شریعت کے مطابق قرآن کے مطابق پھر اس کا فیصلہ ہوگا۔ بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کھالی اور اپنے آپ کو بچالیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایک دفعہ ایسا معاملہ آیا دو جھگڑنے والے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک فریق قسم کھائے گا۔ دوسرے نے کہا یہ تو جھوٹا شخص ہے یہ تو سو قسمیں بھی کھالے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے اگر یہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔

پس یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہوگا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہوگا جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہوگی اور فیصلہ بھی ہوگا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفہ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ شکایت کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ وہ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو پھر کھل کر تمام ثبوتوں کے ساتھ شکایت کریں جس میں ان کا نام پتہ بھی ہو اور پھر تحقیقات میں وہ بھی شامل ہوں گے۔ اسی طرح لوگ جب دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں جماعتی نظام میں کوئی رخنہ پڑ رہا ہے تو پھر جرأت سے سامنے آنا چاہئے اور شکایت کرنی چاہئے اور ہر چیز کا پھر مقابلہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نظام جماعت جو ہے اس کو بھی توفیق دے اور عقل دے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو مقرر کئے گئے ہیں فیصلہ کرنے پہ وہ بھی جب فیصلہ کر رہے ہوں تو انصاف کے ہر پہلو کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اور سنت کے مطابق فیصلے کرنے والے بنیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: نمازوں کے بعد میں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ ایک شہید کا ہے مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب۔ 55 سال جن کی عمر تھی۔ حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی میں رہتے تھے مخالفین نے 27 نومبر 2016ء کو نماز مغرب کے وقت گھر کے باہر۔ فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اگلا جنازہ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب کا ہے، جو درویش قادیان تھے 26 نومبر 2016ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تیسرا جنازہ تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کا ہے، یہ پولیس میں تھے 25 نومبر کو دوران ڈیوٹی ضلعی صدر مقام کولگام میں نامعلوم بندوق برداروں کی فائرنگ سے وفات پا گئے۔ یہ بھی شہید کا ہی درجہ رکھتے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضور انور نے ہر سہ مرحومین کے کوائف اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا۔

......☆......☆......☆......

**Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 2 December 2016**

**BOOK POST (PRINTED MATTER)**

To ........................................................................

........................................................................

........................................................................

..................................................................

**From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar,** Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB